چمنستان

ظفر علی خاں

پبلشرز یونائیٹڈ، چوک انارکلی لاہور

بار اول ——— ۲۰۰۰
قیمت ——— پانچ روپے

سنہ ۱۹۴۴ء

شیخ محمد نصیر ہمایوں سکرٹری پرنٹر و پبلشرز نے مرکنٹائل پریس لاہور میں
چھپوا کر پبلشرز یونائیٹڈ لاہور سے شائع کی۔

(۱۰۰)

تابوتِ سکینہ

جن صوبوں میں ہنود کی غالب اکثریت کے بل پر کانگرس نے سیاسی تفوق حاصل کرلیا ہے وہاں کے بعض مسلمان، رب کعبہ کی نامتناہی رحمتوں سے مایوس ہو کر اپنی عافیت اسی میں دیکھتے ہیں کہ اسلام کی دہلیز کو چھوڑ کر اصنام کی چوکھٹ پر سر رکھ دیں۔ محمد مصطفےٰ کی رضا جوئی کا اتنا خیال نہ رکھیں جتنا گاندھی جی کی خوشنودیٔ مزاج کا۔ دینِ قیم کی روایات بڑی شاندار ہیں۔ لیکن کانگرس کے کابینہ میں گاندھی جی کے ہاتھ پر بیعت کئے بغیر وزارت کا منصب تو نہیں دلا سکتیں یاس و قنوط کی یہ کیفیت مسلمان اخباروں کے ایک خاص طبقہ کے قلب پر بھی طاری ہونے لگی ہے جن کے لب ولہجہ کی تبدیلی دیکھ دیکھ کر خدا یاد آتا ہے کہ کل تک تو سرکارِ مدینہؐ کے آستانہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھے جاتے تھے اور آج گاندھی جی کی حویلی کی پگڈنڈی پر پیٹ کے بل رینگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

انہیں جرائد میں بجنور کا اخبار "مدینہ" بھی ہے جو کبھی اسم بامسمیٰ تھا لیکن آج کل برعکس نہند نام زنگی کافور اچھا خاصہ سومنات بنا ہوا ہے۔ کانگرس اور گاندھی جی کو خوش کرنے کی دھن میں اس اخبار نے اپنی تمام گزشتہ روایات کو طاقِ نسیاں کے حوالے کر دیا ہے۔ اسلام کے سوادِ اعظم کو انگریزوں کا ٹوڈی کہنا، اُن آزاد خیال مسلمانوں کو جن کا جرم صرف اس قدر ہے کہ وہ کانگرس میں جذب ہونا پسند نہیں کرتے بلکہ ایک برابر کی جوڑی

حیثیت سے اُس کے ساتھ اشتراکِ عمل کرنے پر آمادہ ہیں، پانی پی پی کر کوسنا، ہندوؤں سے خراجِ تحسین حاصل کرنے کے لئے مسلمان اکابر پر جھوٹے الزام لگانا "مدینہ" کا محبوب ترین شغل ہے۔ فوا اسفا وامصیبتا!

۱۷ جولائی ۱۹۳۷ء کے "مدینہ" میں ایک طویل وعریض دشنام نامہ شائع ہوا جس کی زہرآلود سرخیاں ملاحظہ ہوں:-

یوم شہید گنج پر مسلمانوں کے جلسہ میں پھر ہنگامہ ہو گیا مہاتما گاندھی پنڈت جواہر لال نہرو اور کانگرسی رہنماؤں کو گالیاں۔ مولینا ظفر علی خاں کے حامیوں کی شرمناک حرکت

جو کچھ ان زہریلے عنوانات والے مضمون میں لکھا گیا اُس کا ماخذ "پرتاپ" اور "ملاپ" اور اسی وضع وقماش کے اخبارات کی قلمکاریوں کا خلاصہ ہے اور اس کا بڑا حصہ کذب وافترا محض ہے۔ یوم شہید گنج کی تقریب پر جو جلسہ منعقد ہوا اس میں مسلمانوں کی تعداد کسی طرح بیس ہزار سے کم نہ تھی، اور اس میں کوئی ہنگامہ نہ ہوا تھا۔ گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو پر البتہ ذرا کڑی تنقید ہوئی تھی۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ اس تنقید سے "مدینہ" کے پیٹ میں قولنج کا مروڑ کیوں اُٹھتا ہے۔ اس جلسہ کی تنقید کا لب لباب یہ تھا کہ جہاں تک کانگرس کے اصولوں کا تعلق ہے ہمیں اُن کے ساتھ اتفاق ہے مگر ہم اپنی داڑھی گاندھی جی کے ہاتھ میں دینا پسند نہیں کرتے۔ "پرتاپ" یا "ملاپ" بن کر "مدینہ" اگر ان باتوں پر بگڑتا ہے تو بگڑا کرے۔ مسلمانوں کو اس کی کوئی پروا نہیں۔ وہ شوق سے اپنی داڑھی گاندھی جی کے ہاتھ میں تھما دے۔ خس کم جہاں پاک!

۱۷ جولائی ہی کی اشاعت میں "مدینہ" نے مسلمانوں کو ذلیل کرنے کے لئے ایک اور چلتا ہوا جھوٹ تصنیف کیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

یکم جولائی ۱۹۳۷ء کو مراد آباد میں ایک جلسہ ہوا جس میں ظفر علی خاں جیسے کاسہ لیسِ ازلی نے شرکت کی۔ اور کانگریس کے خلاف جی بھر کر زہر اگلا اور جب چند مسلم نوجوانوں نے اس بدتہذیبی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو ان غریبوں کو نہایت بدتہذیبی اور فرعونیت کے ساتھ جلسہ گاہ سے نکلوا دیا گیا۔

"مدینہ" کے کارفرماؤں اور کارپردازوں کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں۔ لیکن ساری دنیا بھی دل کے کان کھول کر سن لے کہ جس یکم جولائی ۱۹۳۷ء والے جلسہ کا ذکر "مدینہ" میں ہوا ہے اس میں ظفر علی خاں شریک ہو ہی نہ سکتا تھا اس لئے کہ وہ مراد آباد میں موجود نہ تھا بلکہ پنجاب میں تھا۔ اسی قسم کی افترا پردازیوں کو بیہودہ یا نہ کہا جاتا ہے۔

ایک بات البتہ "مدینہ" نے سچی لکھی۔ ظفر علی خاں واقعی کاسہ لیس ہے۔ اور وہ بھی ازلی جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جب "مدینہ" پر انگریزی حکومت کے عتاب کا نزلہ ضمانت کی شکل میں گرا تو ظفر علی خاں نے اس کی شان میں ایک ہنگامہ خیز نظم "مدینہ کہئے" "نگینہ کہئے" کی زمین میں لکھ کر خوشامد اور ٹوڈی پن کی حد کر دی۔ اس نظم کا ایک شعر راقم کو ابھی تک یاد ہے ؎ [۱]

اس میں غم ساری خدائی کے سما جاتے ہیں
تیرے سینہ کو "زمیندار" کا سینہ کہئے!

"مدینہ" اب وہ "مدینہ" نہ رہا۔ آج کل وہ "سومنات" ہے۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ اسی مناسبت سے ایک نئی سوغات اس کی خدمت میں پیش کی جائے۔ سنئے:۔

جب "مدینہ" کے قلمکار یہودی ہو جائیں کیوں نہ پھر اس کو بھی تابوت سکینہ کہئے

---

[۱] افسوس کہ یہ نظم پوری نہیں مل سکی۔ مولوی مجید حسن صاحب مالک اخبار "مدینہ" بجنور کو خط لکھا گیا۔ مگر انہوں نے خط کی رسید سے بھی سرفراز نہ فرمایا۔